حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا مسلک

از مولانا عبد الغفار صاحب حسن رحمانی استاذ جامعہ رحمانیہ بنارس

پچھلے دنوں رسالہ "الفرقان" (بریلی) کا "ولی اللہ نمبر" شائع ہوا تھا، جس میں بعض حضرات نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہ کو مقلد (حنفی) ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ذیل کا مضمون انہی کے جواب میں ہمیں موصول ہوا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس مضمون کے مطالعہ کے بعد ایک غیر متعصب منصف مزاج پر یقیناً یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ حضرت شاہ صاحب موصوف کا دامن اس الزام سے پاک ہے۔

"محدث" کے مختصر صفحات میں اتنے طویل مضمون کی گنجائش نہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ قسطوار شائع کرنے میں مضمون کی اہمیت اور اس کی افادیت فوت ہو جاتی ہے اس لئے مجبوراً ہم اس کو ایک ہی قسط میں شائع کر رہے ہیں۔ (مدیر)

کسی عالم کے مسلک کو معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ اس کی تصانیف ہی ہوا کرتی ہیں (خصوصاً جبکہ وہ زندہ بھی نہ ہو) اسی اصول کی روشنی میں تعصب اور فرقہ بندی کی قیود سے آزاد ہو کر شاہ صاحب کی تحریروں میں غور کرنا چاہیے، حجۃ اللہ البالغہ، تفہیمات الہیہ، ازالۃ الخفا، عقد الجید، انصاف مسوّی وغیرہ کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ شاہ صاحب کا مذہب صرف یہی تھا کہ اصل سرچشمۂ ہدایت قرآن و حدیث ہیں کسی فقیہ یا امام کا قول کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھے بغیر نہیں قبول کیا جا سکتا، سنئے حضرت شاہ صاحبؒ اپنے آخری وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس فقیر کی پہلی وصیت یہ ہے کہ اعتقاد اور عمل دونوں میں کتاب و سنت کو مضبوط پکڑا جائے، اور برابر ان میں تدبر جاری رکھا جائے اور اگر عربی نہ جانتا ہو تو کسی دوسرے سے کم از کم ایک ورق دونوں کا ترجمہ ہی سن لیا کرے اور عقائد میں قدمار اہلِ سنت کا مسلک اختیار کیا جائے، اور سلف نے جس چیز کی کھود کرید نہیں کی اس کے پیچھے نہ پڑا جائے اور معقولیانِ خام جو شبہات پیدا کرتے ہیں ان کی طرف مطلق توجہ نہ کی جائے اور فروعِ فقہ میں ان علمار محدثین کی پیروی کی جائے جو حدیث و فقہ دونوں کے جامع ہوں، اور ہمیشہ فقہی تخریجات کو کتاب و سنت پر ضرور پیش کیا جائے پھر جو اس کے موافق ہو اس کو قبول کر لیا جائے ورنہ "کالائے بد برشیں خاوند" والا معاملہ کیا جائے اور یہ یاد رکھا جائے کہ امت کسی وقت مجتہدانِ فقہار کو کتاب و سنت سے جانچنے

سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہوسکتی اور ایسے متقشف فقیہ جو کسی عالم کی بات کو دستاویز بنا کر سنت کے تتبع سے بے پرواہ ہوگئے ہیں ان کی بات تک نہ سنی جائے اور ان کی طرف کسی قسم کا التفات نہ کیا جائے، بلکہ ان سے دور رہ کر خدا کی خوشنودی اور اس کا قرب حاصل کیا جائے۔" ۵۱

بس بعینہ یہی مسلک جماعت اہلحدیث کا ہے، اور اسی وصیت کی روشنی میں حق کو کسی ایک بزرگ ہی کے ساتھ وابستہ نہیں سمجھتے، آج یہ دعوی کیا جا رہا ہے کہ شاہ صاحب موصوف حنفی تھے، لیکن یہ تو بتلایا جائے کہ کیسے حنفی؟ میں نے تو اپنی بصیرت کے مطابق یہی سمجھا ہے کہ شاہ صاحب اسی قسم کی حنفیت پر کاربند تھے جس کی تلقین خود امام ابو حنیفہؒ نے فرمائی ہے، سنئے۔ انہ کان یقول لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی وکان اذا افتی یقول ھذا رأی النعمان بن ثابت یعنی نفسہ وھو احسن ما قدرنا علیہ فمن جاء باحسن منہ فھو اولی بالصواب (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۲۶) یعنی امام صاحب موصوف فرمایا کرتے تھے جو میری دلیل کو نہیں جانتا وہ میرے قول کے ساتھ فتویٰ نہ دے اور یہ بھی کہا کرتے کہ میں نے اپنی قدرت کے مطابق بہتر تحقیق پیش کر دی ہے، اب جس کو اس سے بھی زیادہ بہتر ملجائے تو وہ زیادہ صحیح ہوگی"۔ نیز آپ کا قول ہے اذا صح الحدیث فھو مذھبی (ردمختار ج ۱ ص ۵) یعنی جو حدیث صحیح سے ثابت ہو وہی میرا مذہب ہے"۔

اس قسم کی حنفیت سے تو کسی اہل حدیث کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر وہ حنفیت مراد لی جائے جس کے اصول و فروع نور الانوار، حسامی، ہدایہ، شرح وقایہ، درمختار وغیرہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں تو اس قسم کی حنفیت سے شاہ صاحب کا دامن بالکل پاک ہے، بلکہ آپ نے اس کے رد میں اپنا پورا زور صرف کر کے اسلام کا خوشنما چہرہ پوری طرح بے نقاب کر دیا ہے، یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ شاہ صاحب کی تصانیف اس حقیقت کا خود اعلان کر رہی ہیں، چند اقتباسات سنئے۔

"جمعے کہ سرمایہ علم ایشاں شرح وقایہ وھدایہ باشد کجا ادراک سرایں توانند کرد" ۵۲ یعنی جن لوگوں کا علمی سرمایہ شرح وقایہ اور ہدایہ ہو وہ لوگ بھلا اس (دین) کے اسرار و رموز تک کہاں پہنچ سکتے ہیں۔

ایک مقام پر تقلید سے اظہار نفرت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "خود را مقلد محض بودن ہرگز راست نمی آید وکارے نمی کشاید اکثر مفاسد در عالم از ہمیں جہت ناشی شدہ" یعنی مجھکو مقلد ہونا کبھی بھی راست نہیں آسکتا اور نہ اس سے کوئی کام انجام پا سکتا ہے، دنیا میں اکثر مفاسد اور خرابیوں کا سرچشمہ یہی تقلید ہے" ۵۳

کیا اب بھی ان عبارتوں کے ہوتے ہوئے کہا جائیگا کہ شاہ صاحب ابن الہمامؒ وغیرہ کی طرح حنفی مقلد تھے۔

---

۵۱ الفرقان ولی اللہ نمبر ص ۳۹۹، نیز سیرت ولی اللہ مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل گودھروی ص ۶۴
۵۲ تراجم علمائے حدیث ہند ص ۳۰ ج ۱ بحوالہ ازالۃ الخفاء ص ۸۴ ۵۳ کتاب مذکور ص ۲۵۷۔

ایک اور ذرا دلچسپ اقتباس سنئے پھر فیصلہ کیجئے کہ حقیقت کیا ہے؟

حجۃ اللہ البالغہ میں احکام شریعت کے مصالح اور اسرار کی تشریح وتفصیل کے فوائد بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس طرح بہت سی جماعتوں کی غلط فہمیوں اور گمراہیوں کا ازالہ ہو جائے گا مثلاً اہل بدعت ملحدین کے شکوک درباره عذاب قبر، پلصراط وغیرہ دفع ہو جائیں گے، اس کے بعد لکھتے ہیں ومنہا ان جماعۃ من الفقہاء زعموا انہ یجوز رد حدیث یخالف القیاس من کل وجہ فتطرق الخلل الی کثیر من الاحادیث الصحیحۃ کحدیث المصراۃ وحدیث القلتین فلم یجد اہل الحدیث سبیلاً فی الزامہم الحجۃ الا ان یبینوا انہا توافق المصالح المعتبرۃ فی الشرع ج ۱ ص۷۔ یعنی" مصالح شریعت کی تشریح کے فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ فقہار کی ایک جماعت نے خیال کیا ہے کہ جو حدیث قیاس کے بالکل مخالف ہو اس کو رد کر دینا چاہئے۔ ان کے اس اصول کی بنا پر بہت سی صحیح احادیث ناقابلِ اعتبار ہو جاتی ہیں، مثلاً حدیث[۱] مصراۃ اور حدیث قلتین، تو اب ان فقہار پر حجت قائم کرنے کے لئے اہل حدیث نے اس کے سوا اور کوئی راہ نہ پائی کہ وہ بتلائیں کہ یہ احادیث ان مصالح کے بالکل موافق ہیں جن کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے"

یہاں خط کشیدہ عبارت قابل غور ہے۔ خصوصاً ان حضرات کیلئے جو شاہ صاحب کو حنفی مقلد ثابت کر رہے ہیں سا ی پر بس نہیں ذرا اور آگے بڑھئے، اصول حنفیہ پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میرے نزدیک یہ مسئلہ کہ خاص واضح ہے اس کے لئے بیان کی ضرورت نہیں اور زیادت علی کتاب اللہ سے نسخ ہوتا ہے اور یہ کہ عام، خاص کی طرح قطعی ہے اور کسی روایت کو راویوں کی کثرت کی وجہ سے مقدم نہیں کیا جا سکتا، اور یہ کہ غیر فقیہ کی روایت اس وقت مقبول نہ ہو گی جبکہ رائے اور قیاس کا دروازہ بند ہوتا ہو وغیرہ وغیرہ یہ سب مسائل امام ابو حنیفہ اور صاحبین سے صحیح طور سے منقول نہیں ہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ واسجدوا وارکعوا، یہاں سجدہ اور رکوع اپنا خاص معنی رکھتے ہیں لہذا وہ حدیث جس میں اطمینان فی الصلوٰۃ کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اس آیت کا بیان نہیں ہو سکتی اور نہ نماز میں اعتدال واطمینان فرض ہو گا"

لیکن جب ان پر اعتراض ہوا کہ وامسحوا برؤسکم یہ آیت اپنے معنی میں خاص ہے تو پھر مسح علی ناصیۃ والی حدیث کو اس کا بیان کیوں قرار دیا گیا تو اس کے جواب میں اپنے اصول کو سنبھالنے کے لئے تکلف سے کام لینے لگے، اسی طرح اس اصول کے ماتحت کہ عام، خاص کی طرح قطعی اور یقینی ہے۔ حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کو آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن کا مخصص نہیں مانتے، لیکن اپنے مطلب کے لئے فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ کا بیان حدیث کے مطابق انما ہو الشاۃ فما فوقہا کو مان لیا گیا پھر اس

[۱] اس حدیث کی دلچسپ اور لطیف بحث پھر کبھی ناظرین کے سامنے پیش کی جائیگی انشاء اللہ ۱۲۔ حسن

قاعدہ کے مطابق کہ غیر فقیہ کی روایت خلاف قیاس قابل قبول نہیں، حدیث مصراۃ کو رد کر دیا گیا، لیکن قہقہہ سے وضو ٹوٹنا، بھول کر کھانے پینے سے روزہ فاسد نہ ہونا، یہ دونوں حدیثیں باوجود "خلاف قیاس" ہونے کے مان لی گئیں ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں لولا الروایۃ لقلت بالقیاس یعنی اگر یہ روایت (عدم فساد الصوم بالاکل ناسیا) نہ ہوتی تو میں قیاس پر عمل کرتا آخر میں لکھتے ہیں امثال[۵۱] ما ذکرنا کثیرۃ"

"فقہاء کی فقہ کو دیکھو اس میں اکثر وہ باتیں ملتی ہیں جن کے ماخذ کا پتہ ہی نہیں۔ مثلاً دہ[۵۲] دردہ کا مسئلہ اور کنوؤں کی طہارت[۵۳] کا مسئلہ" [۵۴]

میرے خیال میں انہی عبارات کی بنا پر مدیر الفرقان کو آخر میں لکھنا پڑا "بلکہ اسی حجۃ اللہ البالغہ اور بدور میں ہی آپ نے دیگر ائمہ کے اقوال کو از روئے ادلہ قوی سمجھکر اختیار ہی کیا ہے . . . . . مثلاً مسئلہ قلتین رفع یدین، اذان میں ترجیع اور اقامت اکہری، دیہات میں جمعہ جہاں چالیس آزاد مسلمان بستے ہوں. میرا خیال ہے کہ اگر کوئی فاضل دیانتداری سے اس روش پر چلے اور اس کو حنفیت کے مناقض نہ سمجھتا ہو بلکہ اس کو بھی حنفیت کا ایک طریقہ سمجھتا ہو اور اسی بنا پر اپنا رشتہ حنفیت سے رکھنا چاہتا ہو تو ہمارے زمانے کے ٹکسالی قسم کے حنفی حضرات کبھی بھی اس کو حنفی تسلیم نہیں کرینگے"۔ الفرقان ولی اللہ نمبر ص۱۰۸

مدیر الفرقان موجودہ حنفیت سے بیزار ضرور ہیں لیکن پھر بھی شاہ صاحب کو تقلید شخصی کا حامی ثابت کرنے کیلئے حجۃ اللہ البالغہ کے دو اقتباس پیش کرتے ہیں۔

(۱) ولا فرق بین ان یستفتی ھذا دائما او یستفتی ھذا حینا وذالک حینا، یعنی اس میں کوئی فرق نہیں کہ مسئلہ ہمیشہ ایک ہی عالم سے دریافت کیا جائے یا کبھی ایک سے کبھی دوسرے سے۔ یہ عبارت صاف ہے اس سے کہاں نکلتا ہے کہ جو دنیا سے جا چکے ہیں، ان میں سے ایک کے اقوال و افعال کو مدار نجات مانا جائے بلکہ شاہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ اپنے وقت کے علماء میں سے کسی ایک سے ہمیشہ فتوی لیا کرے یا دو چار سے دونوں صورتیں برابر ہیں، تعجب ہے، کہاں تقلید شخصی کا وجوب اور کہاں یہ عبارت، "شتان ما بینھما" اسی کے بعد شاہ صاحب کا یہ جملہ بھی تو قابلِ غور ہے۔ بعد ان یکون مجمعا علی ما ذکرناہ، کیف لا ولم نومن بفقیہ ایا کان انہ اوحی اللہ الیہ الفقہ، وفرض علینا طاعتہ وانہ معصوم ج ص۱۲۵ یعنی فتوی پوچھنے کی یہ دونوں صورتیں اسی وقت جائز ہیں جبکہ مذکورہ بالا امور موافقت کتاب و سنت ہونے)

---

[۵۱] یعنی اس قسم کی مثالیں بہت سی ہیں۔ [۵۲] یعنی یہ مسئلہ کہ دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا حوض ہو تب پانی ماء کثیر ہوگا۔ [۵۳] یعنی یہ مسئلہ کہ کنوئیں میں کس جانور کے گرنے سے کتنے ڈول پانی نکالا جائیگا۔

[۵۴] ترجمان القرآن ماہ جنوری ۱۹۴۲ء ص۳۲۹۔ نیز الفرقان ولی اللہ نمبر ص۸۷ بحوالہ تفہیمات الٰہیہ۔

پرجاری ہے، اور یہ اس لئے کہ ہم کسی فقیہ پر ایمان نہیں لائے ہیں (خواہ وہ کوئی ہو) کہ خدا نے اس کی طرف فقہ کو بذریعہ وحی اتارا ہے، اور ہم پر اس کی اطاعت فرض ہے اور یہ کہ وہ خطا سے معصوم ہے، ہم کسی عالم کی بات مانتے ہیں تو صرف اسی لئے کہ وہ کتاب وسنت کو جانتا ہے اور نصوص شرعیہ سے استنباط کرتا ہے لیکن صحیح حدیث کے معلوم ہوتے ہوئے کسی عالم کی تخمین وقیاس کی پیروی کرلینگے تم ہم سے بڑھکر ظالم کون ہوگا، فمن اظلم منا وما عذرنا یوم یقوم الناس لرب العالمین" ص۱۲۵، اس پوری عبارت پر گہری نظر ڈال جائیے تقلید شخصی کا وجوب تو کیا جواز بھی نہیں نکلتا۔

(۲) ان هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة او من يعتد به منها على جواز تقليدها الى يومنا هذا وفى ذالك من المصالح ما لا يخفى لاسيما فى هذه الايام (الفرقان ص۲۰۲) اس وقت تک تمام امت نے یا کم ازکم امت کے اس طبقہ نے جس کا اعتبار کیا جا سکتا ہے ان مذاہب اربعہ کی تقلید کے جواز پر اتفاق کیا ہے اور اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں خصوصاً آجکل کے زمانہ میں"

اس عبارت سے بھی حامیان وجوب تقلید شخصی کا مدعیٰ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ہمتیں پست ہوگئیں ہیں اور خواہشات نفسانی کا غلبہ ہے خودپسندی اور خودرائی کا دور دورہ ہے اس لئے زمانہ کی مصلحت کا تقاضا ہے کہ مذاہب اربعہ کی فقہی کتب سے اجتہادی مسائل بشرطیکہ کتاب وسنت کے خلاف نہ ہوں لئے جا سکتے ہیں، کیونکہ ان مذاہب کی تدوین وترتیب ہوچکی ہے اس لئے مسائل کے لینے میں سہولت ہوگی۔ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ صرف فقہ حنفی کو مدار علیہ مانا جائے۔

مذکورہ بالا عبارت کے بعد ہی یہ الفاظ ملتے ہیں، فى هذه الايام التى قصرت فيها الهمم جدا واشربت النفوس الهوى، واعجب كل ذى رأى برأيه" شاہ صاحب عام مقلدین کی طرح اجتہاد کا دروازہ بند نہیں مانتے اگر ایسا ہوتا تو پھر عقد الجید اور انصاف وغیرہ میں اجتہاد واستنباط کے اصول تفصیلی طور پر بیان نہ فرماتے۔

محترم مدیر الفرقان نے بخاری کے کسی قلمی نسخہ میں شاہ صاحب کے ہاتھ کا یہ لکھا ہوا دیکھ لیا کہ "الحنفى عملاً" تو لکھدیا کہ "شاہ صاحب کو جماعت اہل حدیث، اپنا پیش رو کیسے کہہ سکتی ہے، ص۳۰۴

لیکن اس کے بعد یہ بھی تو الفاظ ہیں، الحنفى والشافعى مذهبا ص۲۳۲" یعنی شاہ صاحبؒ نے ان دونوں مسلکوں میں کتاب وسنت کی روشنی میں تطبیق دی ہے۔

اب حنفیت کہاں باقی رہی، باقی رہا شاہ صاحب کا الحنفى عملا لکھنا، تو یہ صرف اس لئے تھا کہ عوام کا فتنہ بھڑکنے نہ پائے، اور جو کچھ آپ تحقیق کی راہ سے ان تک پہنچانا چاہتے تھے اس میں تقلیدی حجاب حائل نہ ہو اس خیال کی تائید حجۃ اللہ البالغہ کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے جہاں آپ نے رفع الیدین کو از روئے سنت

اقوی واثبت بتلایا ہے، لکھتے ہیں غیرؔ انہ لا ینبغی لانسان فی مثل ھذہ الصورۃ ان یثیر علی نفسہ فتنۃ عوام بلدہ وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا حدثان قومک بالکفر لنقضت الکعبۃ الخ۔

مطلب یہ ہوا کہ عوام کے قلوب میں جب تک اصول وکلیات راسخ نہ ہوجائیں فری باتوں میں ان کو نہ الجھایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے کعبہ کو بنائے ابراہیمی پر لوٹانے سے احتراز کیا، بس اب مطلع صاف ہے کہ شاہ صاحب نے اپنے آپ کو حنفی کیوں لکھا ہے۔ شاہ صاحب کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسلمان کتاب وسنت سے براہِ راست فیض اٹھائیں۔ اگر آپ اس اصلاح کے لئے مذکورہ بالا طریقہ اختیار نہ کرتے تو فوراً غیر مقلدیت اور وہابیت کا فتوی جڑ دیا جاتا۔ اور کوئی آپ کے پاس پھٹکتا بھی نہیں ؔ۔ فافہم وتدبر۔

نیز آپ کا الاشعری عقیدۃً لکھنا بھی قابل غور ہے۔ الفرقان ص۲۳۲

مزید تائید | مولانا محمد فاخر زائر دہلی تشریف لائے جامع مسجد میں ایک جہری نماز میں بآواز بلند آمین کہہ ڈالی، دہلی میں یہ پہلا حادثہ تھا، عوام برداشت نہ کرسکے۔ جب آپ کو گھیر لیا تو فرمایا اس سے فائدہ نہ ہوگا۔ تمہارے شہر میں جو سب سے بڑا عالم ہو اس سے مسئلہ دریافت کرلو۔ لوگ آپ کو حضرت حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے پاس لے گئے، دریافت مسئلہ پر آپ نے فرمایا کہ حدیث سے تو بآواز آمین کہنا ثابت ہے مجمع یہ سنکر چھٹ گیا۔ اب صرف مولانا زائر اور شاہ صاحب بصورت قران السعدین باقی تھے، شاہ محمد فاخر زائر نے عرض کیا، آپ کھلیں گے کب؟ فرمایا اگر کھل گیا ہوتا تو آج آپ کو کیسے بچالیتا ؔ۔

کہاں تک لکھا جائے بس اب راستہ صاف ہے۔ مذکورہ بالا اقتباسات کی موجودگی میں اگر جماعت اہلحدیث شاہ صاحب کو اپنا پیش رو یا مقتدی مانتی ہے تو اس میں تعجب اور حیرت کی بات ہی کیا ہے۔

آئیے ذرا اسی سلسلے میں "الفرقان" کے اس خصوصی نمبر کی دوسری دلچسپیوں پر بھی ایک نگاہ ڈال لیں۔

دلچسپ لطیفہ | مولانا فاضل بنوری لکھتے ہیں "جبکہ ابن تیمیہ وابن قیم حنبلی ہوسکتے ہیں تو پھر اسی درجہ میں حضرت شاہ صاحب کو مقلد مذہب حنفی ماننے میں کیا اشکال ہوسکتا ہے (الفرقان ص۳۶) یعنی ابن قیم وغیرہ بھی مقلد تھے اور اسی طرح شاہ صاحب کو مقلد مان لیا جائے تو کیا حرج ہے۔

اب ذرا سنئے ابن القیمؒ کیسے مقلد تھے، ایسے ہی نا جنھوں نے تقلید کی جڑ پر تحقیق کا وہ کلہاڑا چلایا کہ میدان ہی صاف ہوگیا، اگر اعلام الموقعین ہی کا مطالعہ کیا ہوتا تو یہ خلاف واقعہ بات قلم سے نہ نکلتی لکھتے ہیں ان المقلد لیس معدودا من اھل العلم ان العلم معرفۃ الحق بدلیلہ ؔ۔ یعنی مقلد کا شمار

ؔ حجۃ اللہ البالغہ ج۲ ص۶۔ ؔ اس قسم کی مصلحت بینی کو خود مولانا سندھی نے شاہ صاحب کیلئے نسخ آیات کے سلسلہ میں تسلیم کیا ہے۔ ؔ تراجم علمائے حدیث ہند ج۲۲۹۔ ؔ اعلام الموقعین ج۱ ص۲

اہل علم ہی نہیں ہو سکتا، اور سنئے انما حدثت هذه البدعة فى القرآن الرابع المذموم على لسانه صلی اللہ علیہ وسلم یعنی یہ تقلید کی بدعت اس چوتھی صدی کی پیداوار ہے جس کی مذمت خود آنحضرت ؐ نے فرمائی ہے۔" اگر اسی قسم کے مقلد حنفی شاہ صاحب بھی تھے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ جن حضرات کو تقلید و تحقیق کی پوری بحث کتاب و سنت کی روشنی میں دیکھنی ہو وہ بجائے "خیر التنقید" کے اعلام الموقعین میں محقق مقلد کا مناظرہ ص۲۲۰ سے ص۲۵۳ تک ملاحظہ فرمائیں انشاءاللہ حقیقت اپنی اصلی صورت میں سامنے آجائے گی، اس کا ترجمہ مولانا محمد صاحب دہلوی (نور اللہ مرقدہ) کے قلم سے ہو چکا ہے۔ اب تو عربی نہ جاننے والوں کو بھی عذر نہ ہونا چاہئے۔

غلط خیال آرائی | مدیر الفرقان تحریر فرماتے ہیں کہ "موجودہ جماعت اہلحدیث جس نے زمانہ کے امتداد کی وجہ سے ایک مستقل پانچویں فقہی مسلک کی حیثیت اختیار کر لی ہے اور جس کے افراد کی اکثریت میں کم از کم میں نے تقلید و حنفیت سے عناد کا سلبی داعیہ عمل بظاہر الحدیث کے ایجابی رجحان سے زیادہ پایا، اس جماعت کو ہرگز حق نہیں کہ وہ شاہ صاحب کو اپنا مقتدا اور ہندوستان میں اس مسلک کا داعی اول مشہور کرے۔" الفرقان ص۴۰۲۔

سچ بات تو یہ ہے کہ عمل بظاہر الحدیث کے صحیح جذبہ ہی نے ہم کو تقلید سے نفرت دلائی ہے اس میں کمی زیادتی کا سوال ہی بے معنیٰ ہے۔

فیصلہ کن ارشاد | جماعت اہل حدیث شاہ صاحبؒ کو اپنے مسلک کا ہندوستان میں داعی اول کیوں نہ مشہور کرے۔ جبکہ انھوں نے علامہ ابن حزم اور قاضی شوکانیؒ کی طرح تقلید کی مخالفت میں صاف لکھدیا ہے ان شئت ان ترى انموذج اليهود فانظر الى الذين اعتادوا التقليد السلف[۵] یعنی اگر تم یہودیت کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو ان کو دیکھو جو سلف کی تقلید کے خوگر ہو چکے ہیں۔

فیوض الحرمین کے خواب بار بار پیش کئے گئے ہیں ان کا جواب بھی امام ابن القیمؒ کی زبانی سن لیجئے فرماتے ہیں۔ وقد امرنا الله برد ما تنازعنا فيه الى الله والى رسوله صلى الله عليه وسلم فلم يبح لنا قط ان نرد ذالك الى رأى ولا قياس ولا تقليد امام ولا منام ولا كشوف ولا الهام ولا حديث قلب۔ یعنی اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کرانے کیلئے اللہ کے رسول کو مرجع ماننا چاہئے نہ کہ رائے و قیاس، تقلید امام خواب، کشف اور الہام وغیرہ کو۔

ان تصریحات کے بعد بھی کوئی نہ سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے۔

---

[۵] جمع الرسالتین لمولانا البنارسی ص۶۸ بحوالہ الفوز الکبیر مصری ص۲۷